السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے کسی شخص سے کچھ رقم لینا تھی، میرے مطالبہ پر اس نے کسی شخص کے ہاتھ روانہ کردی۔ رقم بھیجنے سے پہلے اس نے مجھ سے پوچھا کہ فلاں شخص کے ہاتھ رقم بھیج دوں، میں نے کہا بھیج دیں، پھر اس نے مجھے اطلاع کردی کہ رقم کی ادائیگی کے بعد کسی کے نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوں، جو شخص رقم لا رہا تھا راستہ میں اس کی جیب کٹ گئی۔ اس طرح وہ رقم مجھے نہیں مل سکی، اب کیا رقم لانے والے سے مطالبہ کرسکتا ہوں؟

میرے کچھ عزیز واقارب انتہائی غریب ہیں، کیا میں انہیں بتائے بغیر زکوٰۃ سے ان کا تعاون کرسکتا ہوں یا زکوٰۃ کے متعلق وضاحت کرنا ضروری ہے۔

میں نے کسی کا قرض دینا ہے، میں اسے مطلع کردوں کہ میں ادائیگی کی پوزیشن میں نہیں ہوں، وہ خاموشی اختیار کرلے اور رقم کا مطالبہ بھی نہ کرے۔ آیا اس کے رویے سے یہ رقم معاف سمجھی جائے گی یا اس کی ادائیگی کرنا پڑے گی؟ کتاب وسنت کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات دیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرض کی رقم مقروض کے ذمے واجب الادا ہوتی ہے، قرض خواہ کے مطالبے پر اس نے ادائیگی کا بندوبست کردیا اور بھیجنے سے قبل اس نے قرض خواہ سے پوچھا کہ آپ کی رقم فلاں شخص کے ہاتھ بھیج دوں؟ اس کے کہنے پر اس نے رقم ارسال کردی۔ اب مقروض بری الذمہ ہے۔ اب سوئے اتفاق سے وہ رقم چوری ہوگئی اور قرض خواہ تک نہ پہنچ سکی، اس میں رقم لانے والے شخص کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ کیونکہ اس کے پاس رقم امانت تھی جو اس سے ضائع ہوگئی۔ اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ امانت کے ضائع ہونے پر کوئی تاوان نہیں بشرطیکہ امانت کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کی گئی ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔ [مغنی لابن قدامہ، ص: ۲۵۷، ج ۹]

اس سلسلہ میں ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے۔ [سنن بیہقی، ص: ۲۸۹، ج ٦]

ان شواہد کی بنا پر قرض خواہ کو قطعی طور پر یہ حق نہیں ہے کہ وہ رقم لانے والے سے اپنی رقم کا مطالبہ کرے، اس میں رقم لانے والا بے قصور ہے۔ [واللہ اعلم]

عزیز واقارب پر زکوٰۃ خرچ کرنا بہت فضیلت کا باعث ہے بشرطیکہ جن اقارب پر زکوٰۃ خرچ کرنا ہے ان کے اخراجات کی ذمہ داری خرچ کرنے والے پر نہ ہو، مثلاً: خاوند اپنی اولاد اور بیوی پر زکوٰۃ سے خرچ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ان پر خرچ کرنا باپ اور خاوند کی ذمہ داری ہے۔ البتہ بیوی اپنے خاوند پر زکوٰۃ وغیرہ خرچ کرسکتی ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے کہ ''اقارب کو زکوٰۃ دینا، پھر ایک حدیث بیان کی ہے کہ اقارب پر خرچ کرنے والے کو دو اجر ملتے ہیں، صدقہ خیرات کرنے اور قرابت داری کا لحاظ رکھنے کا۔'' [صحیح بخاری، الزکوٰۃ: ۱۴٦٦]

اگرچہ بعض علما کا موقف ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت وضاحت کردینا چاہیے کہ تعاون زکوٰۃ سے کیا جارہا ہے لیکن کتاب وسنت میں ہمیں کوئی ایسی دلیل نہیں مل سکی، جس سے اس قسم کی وضاحت کرنے کا ثبوت ملتا ہو، اس لئے عزیز واقارب کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اور اس کے لئے زکوٰۃ کی صراحت کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ [واللہ اعلم]

قرآن کریم میں قرض کے متعلق صراحت ہے کہ اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے ادائیگی کے لئے مزید مہلت دی جائے یا اسے قرض معاف کردیا جائے۔ لیکن معافی کے لئے ضروری ہے کہ وہ برضا ورغبت اور دل کی خوشی سے اسے معاف کرے۔

صورت مسئولہ میں اگر قرض خواہ نے خاموشی اختیار کی ہے تو اسے مزید مہلت پر تو محمول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس خاموشی کو معافی کی علامت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ مقروض کو چاہیے کہ حالات درست ہونے پر قرض خواہ کی رقم واپس کرے یا پھر وضاحت کے ساتھ وہ رقم اس سے معاف کرالے موہوم رویے پر قرض کے معاف ہونے کی بنیاد نہ رکھی جائے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 442